تاریخ طبری کے مآخذ

نوشتہ: ڈاکٹر جواد علی، عراق اکاڈمی بغداد
ترجمہ: نثار احمد فاروقی، دہلی یونیورسٹی، دہلی

(۱۱)

• گذشتہ سے پیوستہ •

محمد بن السائب الکلبی لیکن الکلبی، جس پر بہت اعتراضات کیے جاتے ہیں، اور جو فقط علم تفسیر ہی میں وسیع معلومات نہیں رکھتا تھا بلکہ ایام، انساب اور احداث، خصوصاً تاریخِ عراق پر بھی گہری نظر رکھتا تھا —— جس کا پورا نام محمد بن السائب الکلبی[1] (متوفی سنہ ۱۴۶ھ) ہے، اس نے اپنی تفسیر کے مواد میں ابن عباس کے شاگردوں سے بہت کچھ حاصل کیا ہے۔ ابن الکلبی سے منسوب تفسیر کا ایک خطی نسخہ کتب خانہ برلن (مشرقی جرمنی) میں موجود ہے۔ اس کی اسناد کا طریقہ ابن الکلبی کے طریق مالوف سے مختلف معلوم ہوتا ہے۔ تفسیر کا مطبوعہ نسخہ جو اس کا بتایا جاتا ہے اُسے بھی گہری نظر سے مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے، وہ بھی شاید کسی اور ہی کا لکھا ہوا ہے۔ اور میرا یہ گمان کہ اس کا کوئی وجود نہیں، ان اختلافات نے اور بھی قوی کر دیا جو نسخہ مطبوعہ کی عبارتوں اور اُن اقتباسات میں پائے جاتے ہیں جو اس تفسیر سے دوسری کتابوں میں نقل ہوئے ہیں۔ اس تفسیر کے راوی محمد بن مروان بن عبداللہ بن اسماعیل

---

[1] "عن ابن الکلبی" الفہرست/۹۵ (طبع فوگل) ابن سعد: الطبقات ۶/۲۴۹، السیوطی: الاتقان/۹۱۴

SCHWALLY VOL 2 P 171 - ENCYCLOPAEDIA OF ISLAM VOL 2 PAGE 689

المعروف بالسدی الصغیر[1] (متوفی ۱۸۶ھ) ہیں جو السدی الکبیر کے پوتے تھے، یہ سائے کی طرح ہر وقت الکلبی کے ساتھ لگے رہتے تھے حتیٰ کہ محمد بن مروان الکلبی[2] مشہور ہو گئے۔ انھوں نے علم تفسیر میں بڑی وسیع شہرت حاصل کی۔ اسی شہرت کی بنیاد پر سلیمان بن علی نے انھیں بصرہ میں بلا لیا اور اپنے گھر میں رکھا جہاں یہ لوگوں کو قرآن کی ایک ایک آیت کی تفسیر املا کراتے تھے حتیٰ کہ پوری تفسیر تیار ہو گئی۔[3] ان کے ایک لڑکے العباس تھے جو ان سے روایت کرتے ہیں، البلاذری نے[4] العباس سے بہت سی روایات اخذ کی ہیں۔ یہی دوسرے اصحاب تاریخ و اخبار کا حال ہے، مگر الطبری نے صرف ہشام سے اخذ کرنے پر اکتفا کیا ہے۔

علماء کے نزدیک السدی کی سند "ضعیف" ہے، چنانچہ اُن کے ہاں "السدی عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس" جھوٹ کا سلسلہ سمجھا جاتا ہے۔[5]

تفسیر الکلبی کی روایت کچھ اور لوگوں نے بھی کی ہے جنھوں نے اسے الکلبی سے اخذ کیا تھا۔ ان میں محمد بن الفضل ابن غزوان الضبی الکوفی (متوفی ۱۹۵ھ) ہے۔[6] یوسف بن بلال السعدی نے بھی اس سے روایت کی ہے جس نے السدی الصغیر سے یہ تفسیر اخذ کی تھی، اسی طرح حیان بن علی العنزی بھی ابن الکلبی کے راویوں میں سے ہے۔[7]

حسن بصری اور مدرسہ ابن عباس پہلی اور دوسری صدی ہجری میں لکھی ہوئی تفسیریں زیادہ تر مدرسہ ابن عباس سے متاثر ہیں اور ان تفسیروں سے الحسن البصری (متوفی ۱۱۰ھ) کی تفسیر متاثر معلوم ہوتی ہے۔[8] ہمارے پاس کوئی ایسی قوی دلیل نہیں ہے جو حسن بصری کی تفسیر اور مدرسہ ابن عباس کے درمیان واضح تعلق ثابت کر دے۔ لیکن یہ کہ

---

[1] الذریعہ ۴/۲۷۶، ۴۴۲، تفاسیر ابن الکلبی کے مخطوطات برلن کے بارے میں ملاحظہ ہو: بروکلمان ۱/۱۹۰، اشپرنگر/۴۰۲ (طبع بمبئی ۱۳۰۲ھ) اس کے نسخے استنبول میں بھی ہیں۔ SCHWALLY VOL 2 P. 171 - [2] تاریخ بغداد ۲/۲۹۳
[3] الفہرست/۱۳۹۔ [4] ملاحظہ ہو: انساب الاشراف طبع جامعۂ عبرانی۔ [5] "سلسلۃ الکذب" الاتقان/۹۱۴۔ السیوطی: اسباب النقول فی اسباب النزول۔ تفسیر سورۃ ۱۲-۱۳- ابن سعد: الطبقات ۶/۲۵۰
SCHWALLY VOL 2 P 170, SPRENGER VOL 3 P CXIV OTTO LOTH IN ZAMG VOL 35 P 598 (1881) # [6] تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۸۹۔ [7] ابن سعد، الطبقات ۷/۱۱۴
النووی/۴۰۹ و بعد۔ تذکرۃ الحفاظ ۱/۶۶ "الحسن بن ابی الحسن یسار ابو سعید البصری" SCHWALLY VOL 2 P 168 [8] الفہرست (طبع فلوجل) ابن خلکان: وفیات الاعیان ۱/۱۹۰ تہذیب التہذیب ۲/۲۶۴
ابن سعد: الطبقات ۷/۱۱۴ و بعد ENCY. OF ISLAM VOL 2 P 275

اس تفسیر میں ابن عباس کے نام کا بار بار آنا ہی تفسیر ابن عباس سے متاثر ہونے کی غمازی کرتا ہے[1]

قتادہ | قتادہ بن دعامہ ابوالخطاب السدوسی (متوفی سنہ ۱۱۷ھ یا سنہ ۱۱۸ھ)[2] بھی حسن بصری کی طرح اہل بصرہ میں سے ہیں اور مدرسہ بصرہ پر ان کا گہرا اثر ہے۔ مگر ان کے بارے میں یہ اختلاف ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں یا نہیں جنھوں نے ابن عباس سے سماعت کی تھی۔[3] بظاہر یہ اُن سے بہت متاثر ہیں، قتادہ سے علماء کی ایک جماعت نے تفسیر کی روایت کی ہے جن میں خارجہ بن مصعب السرخسی (متوفی سنہ ۱۶۸ھ)[4] ہیں انھوں نے یہ تفسیر سعید بن ابی عروبہ[5] (متوفی سنہ ۱۵۶ھ یا سنہ ۱۵۷ھ) سے روایت کی، اور اس گروہ میں شیبان بن عبدالرحمٰن[6] (متوفی سنہ ۱۶۴ھ) معمر بن راشد (متوفی سنہ ۱۵۳ھ یا سنہ ۱۵۴ھ)[7] اور سعید بن بشیر[8] ہیں۔ معمر بن راشد کی تفسیر محمد بن ثور[9] نے روایت کی ہے۔ قتادہ صرف مفسر ہی نہیں تھے بلکہ عربیت، لغت، ایام العرب اور علم الانساب میں امام سمجھے جاتے تھے، یہ کہا جاتا ہے کہ وہ بصرہ میں سب سے زیادہ علم الانساب کے جاننے والے تھے۔"[10]

یہاں ضروری ہے کہ ہم محمد بن کعب القرظی کی تفسیر کا بھی ذکر کریں، جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ بظاہر وہ اُن لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے ابن عباس سے اخذ کیا ہے، ان کی تفسیر اور دوسری کتابوں سے استفادہ کرنے والوں میں ابو معشر (متوفی سنہ ۱۷۰ھ) اور الطبری جیسے مورخ اور اصحاب سیر و مغازی بھی شامل ہیں۔[11]

---

[1] (1) SCHWALLY VOL 2 P 168, BROCKELMANN G.A.L. VOL 1 P 67

[2] بروایت بعض سال وفات سنہ ۱۱۲ھ۔ الفہرست /۵۱ " کتاب سعید بن بشیر عن قتادہ، کتاب تفسیر محمد بن ثور عن معمر عن قتادہ" تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۱۱۵۔ " قتادہ علم حدیث و حفظ روایات کے ساتھ ساتھ عربیت، لغت، ایام العرب اور انساب میں بھی ماہر تھے" تہذیب التہذیب ۸/ ۳۵۱ و بعد۔ شوالے جلد ۲/ ۱۶۸۔ [3] النودی / ۵۰۹۔ شوالے ۲/ ۱۶۸۔ [4] " خارجہ بن مصعب بن خارجہ الضبعی بن الحجاج الخراسانی السرخسی" تہذیب التہذیب ۳/ ۷۶

[5] تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۱۶۷۔ " یہ قتادہ کی روایت کے لئے سب سے زیادہ معتبر ہیں" [6] تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۲۰۲۔

[7] تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۱۷۸۔ [8] الفہرست / ۵۱۔ اشپرنگر ۳/ CXVI

[9] الفہرست / ۵۷ " محمد بن ثور الصنعانی ابوعبداللہ العابد سنہ ۱۹۰ھ میں انتقال کیا یا اس سے ذرا پہلے یا ذرا بعد میں" تہذیب التہذیب ۹/ ۸۷۔ [10] الفہرست / ۵۱ تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۱۱۵۔ [11] تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۱۱۶، شوالے ۲/ ۱۶۸

جن حضرات کا اوپر ذکر ہوا، ان کے بعد جن مفسروں نے ایک دوسرے طبقے کی نمائندگی کی ان میں شعبہ بن الحجاج (متوفی سنہ ۱۶۰ھ)[1] ہیں جن کا اوپر حوالہ آ چکا ہے، نیز وکیع بن الجراح (متوفی سنہ ۱۹۷ھ)، سفیان بن عیینہ (متوفی سنہ ۱۹۸ھ) یزید بن ہارون (متوفی سنہ ۲۰۶ھ)، عبدالرزاق بن ہمام (متوفی سنہ ۲۱۱ھ)[2] جو ابن جریج، معمر، الاوزاعی اور الثوری کے راویوں میں سے ہیں اور کئی کتابوں کے مصنف تھے، نیز آدم بن ابی ایاس (متوفی سنہ ۲۲۰ھ) جو شعبہ کے کاتب حدیث تھے[3]۔

ابوالجلد | الطبری کے ہاں، اور دوسری تفسیروں میں، ایسا مواد موجود ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابن عباس کو توراۃ کا علم حاصل تھا، وہ توراۃ پڑھا کرتے تھے اور ابوالجلد جیلان بن فروۃ الازدی سے اس کے بارے میں سوالات کرتے تھے، اور انھیں کعب الاحبار، وھب بن منبہ اور عبداللہ بن سلام پر ترجیح دیتے تھے اور قرآن کی غیر واضح آیات کو سمجھنے کے لیے اُن سے رجوع کیا کرتے تھے۔ ابوالجلد کے بارے میں کہا جاتا ہے وہ کتابوں کا مطالعہ کرتے تھے، ہر ساتویں دن قرآن اور ہر سال توراۃ ختم کرتے تھے اور اسے گہری نظر سے پڑھتے تھے، ختم کے دن لوگوں کو جمع کرتے تھے، اور یہ کہا جاتا تھا کہ "ختم کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے"[4] الطبری نے اپنی تفسیر میں ان کے کچھ اقوال درج کیے ہیں، خیال ہے کہ یہ یہودی الاصل تھے، ان کے قصے دوسرے یہودی الاصل مسلمانوں سے روایت کیے گئے قصص سے بہت مشابہت رکھتے ہیں، یہ اپنی سادگی کے اور گھڑنت کے کھلے آثار ہونے کے علی الرغم کتابوں میں داخل ہو گئے حالانکہ ان کتابوں کے مصنف ایسے قصوں سے بہت پرہیز کرتے تھے اور ان روایات سے رجوع کرنے میں بہت جھجکتے تھے کیوں کہ خود ابن عباس کی یہ شہادت موجود ہے کہ انھوں نے کہا "اہلِ کتاب سے کسی بارے میں معلومات نہ کرو" اور "کیا تمھیں اس علم سے نہیں روکا گیا ہے جو ان لوگوں (اہلِ کتاب) سے سوالات کرنے کی وجہ سے تم تک پہنچا ہے؟"[5] ان دونوں خبروں میں اس دقیق اور تہ نشین رجحان کی وضاحت مل جاتی ہے جو اس عہد کے مورخوں میں پایا جاتا تھا۔ اور یہ اسرائیلیات کے سلسلے میں ابن عباس کے نقطۂ نظر کا اثر تھا۔

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ۱/۱۷۴۔ النووی/۳۱۳ - تہذیب التہذیب ۴/۳۳۸ - [2] تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۳۱۔
[3] تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۶۹۔ [4] طبقات ابن سعد ج ۷، قسم ۱/۱۶۱ - [5] المذاہب الاسلامیہ/۷۷۔

مختلف کتابوں میں ابن عباس سے روایت کیے ہوئے جدا اقوال ملتے ہیں، اگر انھیں جمع کرکے اُن سے منسوب تفسیر کے ساتھ مقابلہ کیا جائے تو اس سے بہت فائدہ ہوگا، اس طرح ہم یہ دیکھ سکتے ہیں کہ اس عالم کے اقوال میں کہاں تک تناقض پیدا ہوگیا ہے، اور اگر زیادہ صحیح لفظوں میں کہا جائے تو یہ کہ تلامذہ ابن عباس کے کے اقوال میں کہاں کہاں تناقض ملتا ہے۔ اور کیا ان سب متناقض روایتوں کا ایک ہی شخص سے صدور سمجھ میں آنے والی بات ہے؟ نیز یہ کہ اُن کے طلبہ کی تعداد کتنی تھی اور اُن کے مدارج فہم و ادراک میں کیا فرق تھا؟

مصر میں ایک تفسیر تھی۔ جسے تفسیر ابن عباس سمجھا گیا ہے۔ اسے علی بن طلحہ الہاشمی نے روایت کیا، اور اس سے الطبری نے اخذ کیا، کہا جاتا ہے کہ یہ سب سے زیادہ سچی روایت ہے۔[1] اس کے باوجود یہ بات مشتبہ ہی ہے کہ علی بن طلحہ نے خود ابن عباس کی خدمت میں حاضر ہوکر اس کی سماعت کی تھی یا نہیں۔

اسنادِ صحابہ اس حصے کی بحث ختم کرتے ہوئے ضروری ہے کہ ہم کچھ اُن صحابہ کے بارے میں بھی کہیں جن کے اقوال تاریخ طبری میں وارد ہوئے ہیں، یعنی: ابوذر الغفاری (متوفی ۳۲ھ یا ۳۳ھ) عبداللہ بن مسعود (متوفی ۳۲ھ یا ۳۳ھ)[2] سلمان الفارسی (متوفی ۳۵ھ یا ۳۶ھ)[3] ابوھریرہ (متوفی ۵۷ھ یا ۵۸ھ)[4] جابر بن عبداللہ (متوفی ۷۸ھ) انس بن مالک (متوفی ۹۰ھ یا ۹۱ھ)[5]

---

[1] المذاہب الاسلامیہ/۷۷۔ [2] عیون الاخبار/۳۷۳ (طبع بروکلمان) طبقات ابن سعد ۳/۱۰۵ وبعد (طبع سخاؤ) نیز مقدمہ/xv۔ ابن ھشام ۱/۲۷۰، ۳۳۶، ۳۴۸، ۳۸۷، ۳۸۹، ۲/۱۲۵، ۲۷۶، ۳۲۸، ۴/۱۷۹ (طبع محمد محی الدین عبدالحمید)۔ انسائکلو پیڈیا آف اسلام ۲/۴۰۳۔ [3] طبقات ابن سعد ج ۴ قسم ۱/۵۳ وبعد۔ کتاب المع (طبع نکلسن) ۱۳۴ – الطبری (طبع دی خوے) فہرست اسد الغابہ ۲/۳۲۸ ابن ھشام/۱۳۶ وبعد (طبع وستنفلڈ) انسائیکلوپیڈیا ۴/۱۱۶ CLEMENT HUART: SELMAN DU FARS IN MELANGES H DERENBOURG PARIS (1909) P 297

[4] کتاب الاشتقاق لابن دُرَید/۲۹۵۔ انسائیکلوپیڈیا ۱/۹۳ SPRENGER: DAS LEBEN UND DIE LEHRE DES MOHAMMAD VOL 3 PP LXXXIII, GOLDZIHER: ABH. ZUR ARABI PHILOLOGIE VOL I P 49 ZDMG I. 487. WENSINCK: HAND WÖRTER BUCH DES ISLAM, LEIDEN (1941) P. 18

[5] [illegible] ۴ قسم ۱۱ میزان الاعتدال ۱/۱۷۵۔ تذکرۃ الحفاظ ۱/۴۰ گولڈزیہر: محمدن اسٹڈیز ۲/۱۰

البتہ خلفائے راشدین کی صرف چند روایات ہیں، ان میں بھی سب سے زیادہ حضرت علی بن ابی طالب کی روایات ہیں جو الطبری نے اپنے شیخ ھناد بن السری سے اخذ کی ہیں، جن کا ذکر اوپر گذر چکا ہے، وہ (ھناد) ابو الاحوص سلام بن سلیم الکوفی[1] سے روایت کرتے ہیں جو حدیث کے کوفی مدرسہ کے ممتاز علماء میں شمار ہوتے ہیں۔[2] انھوں نے کوفے کے کچھ محدثوں سے سماعت کی تھی مثلاً: خلف بن ھشام، ابی بکر بن ابی شیبہ، عثمان بن ابی شیبہ، وغیرہ، ان لوگوں سے الطبری نے اور اسی طبقے کے دوسرے مورخوں نے اخذ کیا ہے۔ ابو الاحوص نے علماء کی ایک جماعت سے مثلاً: زیاد بن علاقہ، منصور بن المعتمر[3] (متوفی ۱۳۲ھ) آدم بن علی، سماک بن حرب وغیرہ سے بھی روایت کی ہے۔ سماک بن حرب کی سند عزرہ کے طریق سے علیؓ بن ابی طالب تک پہنچتی ہے۔[4]

حضرت علیؓ بن ابی طالب کے اقوال بصرہ میں بھی خوب رائج تھے کیوں کہ حضرت علیؓ وہاں ایک مدت تک رہے۔ اور اپنے ہم خیال لوگوں کی ایک جماعت وہاں چھوڑ گئے، جن لوگوں سے الطبری نے حضرت علیؓ کے اخبار اپنے زمانۂ قیام بصرہ میں حاصل کیے اُن میں دو حضرات اہلِ بصرہ میں بطور محدث بہت مشہور ہیں یعنی: ابن بشار اور ابن المثنیٰ۔

ابن بشار ابن بشار کا پورا نام محمد بن بشار بن عثمان العبدی البصری (متوفی ۲۵۲ھ) ہے یہ بندار کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ انھیں اخبار کا اچھا علم تھا، مختلف علاقوں سے محدثین ان کے پاس سماعت کرنے آتے تھے اور ابن المثنیٰ، محمد بن المثنیٰ ابو موسیٰ الغزی البصری[5] (متوفی ۲۵۲ھ) ہیں۔ ان دونوں کی احادیث، جو الطبری نے نقل کی ہیں۔ انھوں نے مؤمل سے روایت کی ہیں۔ مؤمل کی سند سفیان بن عیینہ الکوفی سے ملتی ہے وہ ابو اسحق السبیعی، عمرو بن عبداللہ الہمدانی الکوفی سے اخذ کرتا ہے جو کوفے کے مشہور محدث تھے، انھوں نے تین سو شیوخ سے روایت کی ہے اور صحابہ کی ایک جماعت کے بھی راوی ہیں۔

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۴۲ (سنہ ۹۰ھ اور ۹۳ھ کے مابین وفات ہوئی) البلاذری/۳۸۱ (طبع دی خوے) المعارف لابن قتیبہ/۱۰۷ (طبع وستنفلڈ) ابن الاثیر: اسد الغابہ ۱/۱۲۷ (طبع قاہرہ ۱۲۸۶ھ) انسائیکلوپیڈیا ۳۴۶/۱ - گولڈزیہر ۲/۳۲ - ویفنسک/۵۱ - [2] تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۳۰-

[3] تذکرۃ الحفاظ ۱/۱۳۴ - [4] الطبری ۱/۱۲۸- [5] تذکرۃ الحفاظ ۲/۸۹ - الطبری ۱/۱۲۹ -

السبیعی | ابو اسحٰق السبیعی صرف محدث ہی نہیں تھے بلکہ خود اپنے عہد کے بہت سے احداثِ سیاسی میں شریک رہے تھے۔ چنانچہ وہ اُس لشکر میں بھی شامل تھے جو معاویہ نے روم سے جنگ کے لئے بھیجا تھا بظاہر ان کے معاویہ سے بہت اچھے تعلقات تھے۔ یہ حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی احادیث کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے اور اُن چار میں سے ایک تھے جو اس زمانے میں روایتِ حدیث میں مشہور و معروف تھے یعنی: الزہری، قتادہ، الاعمش اور ابو اسحٰق - ان چاروں میں سے ہر ایک کسی نہ کسی شعبے میں دوسرے پر فوقیت رکھتا ہے۔ چنانچہ قتادہ اختلاف کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے، الزہری اسناد کے، ابو اسحٰق حدیث علی و ابن مسعود کے اور الاعمش ان سب باتوں کے۔[1]

ایک سند اور بھی ہے جو الطبری سے حضرت علیؓ تک پہنچتی ہے۔ یعنی اس کے شیخ الزعفرانی کی[2] سند۔ جو بغداد کے رہنے والے تھے۔ ان کا نام ابو علی الحسن بن محمد بن الصباح (متوفی ۲۷۰ھ) ہے یہ دار الخلافہ (بغداد) کے فقہاء میں سے تھے اور اصل میں عراق کے نبطی تھے۔ یہ امام شافعی کے ساتھ رہتے تھے اور اُن کے لائق ترین شاگرد تھے۔ کتابوں کا بھی وسیع مطالعہ کرتے تھے اور جو کچھ امام شافعی اپنے حلقۂ درس میں املا کراتے تھے اس کی سماعت کرتے تھے، ان کے شیوخ میں ابن ابی عدی بھی ہیں جن کی سند: "شعبہ عن ابی اسحٰق السبیعی عن عبدالرحمٰن بن دانیل عن علی بن ابی طالب" ملتی ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں[3] "وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال" جو خبر ان سے روایت ہوئی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اہلِ کتاب کے قصص کی قبیل سے ہے اور شاید اسے ابن دانیل (دانیال) نے وضع کیا ہو، کیونکہ غالب قرینہ ہے کہ وہ خود یا ان کے والد دانیال اہلِ کتاب میں سے تھے۔

عبداللہ بن مسعود جو قرآن کے جید عالم اور صحابی تھے، اور جنھوں نے خود بھی قرآن کو جمع کر کے مرتب کیا تھا۔ ان کے اقوال الطبری تک اپنے شیخ موسیٰ بن ہارون بغدادی الحمال[4] (متوفی ۲۹۴ھ) کے

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۱۰۸ - [2] تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۹۷ - [3] الطبری ۱۴۹/۱۳ "دانیال"
[4] تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۲۱۶ (نیز الطبری فہرست الاسماء)

طرق سے پہنچے ہیں جو یوں ہے: "عن عمرو بن حماد عن اسباط عن السدی عن مرۃ الہمدانی معروف بہ مرۃ الخیر (متوفی حدود ۷۶ھ)[1] عن ابن مسعود۔" مرۃ کا شمار عابد و زاہد مفسرین میں ہوتا ہے، اسی لئے ان کی تفسیر میں وہ جھلک تھی جس نے زاہدانہ تفاسیر کو تصوف کے خیالات، قصص و حکایات اور خوفِ خدا (ترھیب)[2] کے رنگ میں رنگ دیا تھا۔ ان کی سند حضرت ابو بکر، عمر، ابو ذر اور ابو موسیٰ الاشعری سے ملتی ہے۔[3]

یہاں تک ہم نے اُن مآخذ سے بحث کی ہے جن سے الطبری نے زمانۂ ماقبل اسلام کی تاریخ لکھنے میں استمداد کی ہے، اب ہم دوسرے حصے میں اُن مآخذ کی چھان بین کریں گے جو اہلِ فارس کی تاریخ کے سلسلے میں الطبری نے استعمال کیے تھے۔

---

۱ تذکرۃ الحفاظ ۱/۶۳ - ۲-۳ تذکرۃ الحفاظ ۱/۶۳ - الطبری ۱/۱۵۶، ۲۳۷، ۲۲۳۔

جواہراتِ علمیہ

- اشعۃ اللمعات کامل ترجمہ و شرح مشکوٰۃ شریف فارسی از مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی چار جلدوں میں کامل مجلد 50/=
- حمائل شریف تعویذی (لمبائی ایک انچ چوڑائی پون انچ موٹائی ½ انچ پورے تیس پارے کتابت مع اعراب جلد سنہری 2/50
- کلیاتِ اقبال فارسی 15/= • کلیاتِ فانی بدایونی 7/50
- تفسیر قادری اُردو کامل مجلد 34/= • رباعیاتِ سرمد شہید مع اردو ترجمہ 2/=
- سوانح مولانا روم 4/= • ارشاداتِ محبوب، یعنی فوائد الفوائد کا اُردو ترجمہ، ملفوظات حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء 5/= • مفتاح العاشقین ترجمہ اُردو مصباح العاشقین، ملفوظات حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلی 2/= • الغزالی، امام غزالی رحمہ اللہ کی مکمل سوانح 5/=
- بیان اولیاء 2/50 • ملفوظات خواجگانِ چشت 4/=
- سخنِ محبوب، ترجمہ اُردو افضل الفوائد، مرتبہ حضرت امیر خسرو دہلوی 4/=
- فقہ اللسان، از مولوی سید کرامت حسین جج، قابل قدر لغت، فلسفہ زبان عربی کی مستند کتاب کامل سٹ 30/=
- تذکرہ علماء ہند بزبانِ فارسی، از مولوی رحمٰن علی 5/50 • تذکرۃ الخواتین، ہندوستان و فارس کی شاعرہ عورتوں کا تذکرہ مع نمونۂ کلام 5/= • القول الاظہر ترجمہ الفوز الاصغر، الفوز الاصغر شیخ الامام حکیم ابو علی احمد کی تالیف ہے۔ ترجمہ اُردو حکیم محمد احسن فاروقی، اسلامی عقائد کو عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔ 2/50
- امام رازی، امام فخر الدین رازی کی سوانح عمری 10/=
- مآثر صدیقی موسوم بسیرت والاجاہی، مکمل حالات نواب صدیق حسن خاں صاحب 10/=
- مکمل رمل سرخاب، علم رمل پر مکمل مستند کتاب 10/= • گلستاں مترجم 5/50
- مذاق العارفین کامل ہر چہار جلد، امام غزالی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب احیاء العلوم کا اُردو ترجمہ 50/=
- علاج الغرباء اُردو 3/50 • مجرباتِ اکبری اُردو 2/50

• مکمل فہرستِ کتب مفت منگائیے •

• ہر علم و فن کی کتابیں ملنے کا پتہ •

مونس بک ڈپو بدایوں (یوپی)